

لے اس تبر... آئندی تقاضے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 (الْحُسْنَ لِلّٰہِ وَالْمُلْکُ) هُنَّی جِوَاوہ (النَّذِنِ) (صَلَوَتُنِی)!

چودھویں صدی کا سب سے تاریک اور سب سے بدتر قتنہ قادیانیت ہے،
 جس کے دو پہلو ہیں، ایک پہلو اعتقادی اور دینیاتی اور دوسرا سیاسی ہے، اعتقادی لحاظ
 سے:

..... قادیانیت اسلام کے متوازی ایک نیا دین ہے۔ ●

..... نبوت محمدیہ کے متوازی ایک نئی نبوت۔ ●

..... قرآن کریم کے متوازی نئی وحی۔ ●

..... اسلامی شعائر کے متوازی قادیانی شعائر۔ ●

..... امت محمدیہ کے متوازی ایک نئی امت۔ ●

..... مسلمانوں کے مکہ مکرمہ کے مقابلے میں نیامکتا اسکے۔ ●

..... مدینہ منورہ کے مقابلے میں مدینۃ اسکے۔ ●

..... اسلامی حج کے مقابلے میں ظلی حج۔ ●

..... اسلامی خلافت کے مقابلے میں قادیانی خلافت۔ ●

..... امہات المؤمنین کے مقابلے میں قادیانی ام المؤمنین - وغیرہ ●

وغیرہ۔

مرزا محمود احمد صاحب (قادیانیوں کے خلیفہ دوم) نے اسلام اور قادیانیت کا خلاصہ ان الفاظ میں پیش کیا تھا:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کافوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول اللہ ﷺ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے (مسلمانوں سے) اختلاف ہے۔“

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیانی مندرجہ الفصل ۳۰ جولائی ۱۹۲۸ء)

اس طرح مرزا قادیانی کی اس تئی نبوت اور نئے دین کو نہ مانتے مسلمان کافر اور جہنمی قرار پائے، چنانچہ مرزا قادیانی کا الہام ہے:

”جو شخص تیری پرواہ نہیں کرے گا، اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔“

(اشتہار معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص: ۲۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے بڑے کے مرزا محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سناؤہ کافر اور دائرة اسلام سے خارج ہیں۔“

(آئینہ صداقت ص: ۲۵)

مرزا قادیانی کے بھنھلے بڑے کے مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ“ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر صحیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پاک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (کلمۃ الفصل ص: ۱۱۰)

بنیادی طور پر قادریانیت ہمیشہ انگریز کی حليف اور اسلام اور مسلمانوں کی حریف ہے۔ قرآن کریم، یہود اور مشرکین کو مسلمانوں کا سب سے بدتر دشمن قرار دیتا ہے، مگر ان کے بعد قادریانی مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ قادریانیوں کے خلیفہ دوم مرزا محمود صاحب نے اپنے مریدوں کو اسلام کی مخالفت کی بار بار تاکید کی ہے، مثلاً:

الف: ”ساری دنیا ہماری دشمن ہے، اور جب تک ہم ساری دنیا کو احمدیت میں شامل نہ کر لیں ہمارا کوئی مٹھکانہ نہیں۔“ (اخبار الفضل قادریان ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

ب: ”ہماری بھلانی کی صرف ایک صورت ہے، اور وہ یہ کہ ہم تمام لوگوں کو اپنا دشمن سمجھیں۔“

(الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

ج: ”وہ لوگ جو حضرت صحیح موعود (غلام احمد قادریانی) پر ایمان رکھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ سب کچلے جائیں گے صرف ہم باقی رہیں گے۔“

(الفضل ۲۳ اپریل ۱۹۲۸ء)

د: ”جب تک تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے تمہارے راستے کے کائنے دور نہیں ہو سکتے۔“

(الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

قادیریانیوں کی اسلام دشمنی کا ایک مظہر یہ ہے کہ مسلمانوں پر جب بھی افتاد

پڑی تو قادریانوں نے اس پر خوشی کے شادیا نے بجائے، مثلاً جب جنگ عظیم میں اسلام دشمن طاقتیں ترکی کو تاراج کر رہی تھیں، قادریانی خوشی سے پھولے نہیں ساتھ تھے، اور قادریانوں کا سرکاری اخبار ”الفضل“ بڑی بے دردی سے اعلان کر رہا تھا:

الف: ”ترکی حکومت اسلام کے لئے مفید ثابت

ہونے کے بجائے مضر ثابت ہوئی ہے، اگر وہ اپنی بداعمی اور بدکرواری کے باعث مبتی ہے تو متنے دو۔ اور یاد رکھو کہ ترک اسلام نہیں۔“ (الفضل ۲۳ ربما رج ۱۹۱۵ء)

ب: ”قادیانی سے تعلق رکھنے والے کسی احمدی کا عقیدہ نہیں سلطان ترکی خلیفۃ المسلمين ہے۔“

(الفضل ۱۶ اگر فروری ۱۹۲۰ء)

ج: ”ہمارے خلیفہ حضرت مسیح موعود (مرزا

صاحب) کے خلیفہ ثالثی ہیں اور بادشاہ حضور ملک عظیم (جارج پنجم فربانروائے برطانیہ)۔“ (الفضل ۲۲ دسمبر ۱۹۱۹ء)

اور جب انگریزی فوجیں عروس البلاد بغداد شریف کو پامال کر رہی تھیں، تب پورا عالم اسلام خون کے آنسو رورہا تھا مگر قادریانی، قادریان میں خوشی کا جشن منار ہے تھے، چراغیں کیا جا رہا تھا اور قادریانوں کا سرکاری اخبار بڑے فخر سے اعلان کر رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادریانی) فرماتے ہیں کہ:

”میں مہدی ہوں، اور گورنمنٹ برطانیہ میری تکوار

ہے۔ (جیسا مہدی ولی تکوار۔ ناقل) اب غور کرنے کا مقام

ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح (یعنی انگریزوں کی بغداد پر فتح)

پر کیوں خوشی نہ ہو، عراق، عرب ہو یا شام، ہر جگہ ہم اپنی تکوار کی

چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔“ (الفضل ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

یہ اسلام دشمنی کا وہ گھٹیا مظاہرہ ہے جس کی توقع صلیب پرستوں یا ان کے زلہ بار قادریانیوں ہی سے کی جاسکتی ہے۔ قادریانی اسلام کی مخالفت میں اس پست سطح پر اتر آئے ہیں کہ وہ تمام اسلامی حمالک پر برطانیہ کا تسلط دیکھنا چاہتے ہیں، کیونکہ انگریزی حکومت ان کے خود ساختہ مہدی کی تکوار ہے۔

قادیانیت کی اسلام سے بغاوت اور پھر اسلام دشمنی کے گھٹیا کردار کو دیکھتے ہوئے علامہ اقبال مرحوم نے اس وقت کی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ قانونی طور پر قادریانیوں کو مسلمانوں سے الگ اقلیت تسلیم کرے، لیکن انگریز اپنے خود کا شتہ پودے (قادیانیت) کے حق میں مسلمانوں کا یہ مطالبہ کیسے تسلیم کر سکتا تھا۔ چنانچہ انگریزی دور میں قادریانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کی جاسوئی کرتے رہے، قیام پاکستان کے بعد ملکی حالات بہت کمزور تھے، اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادریانیوں نے اپنے جامہ سے باہر پاؤں پھیلانا شروع کئے، اور پورے پاکستان کو یا کم از کم بلوچستان کو مردم کرنے کا اعلان کر دیا، اس سے مسلمان مشتعل ہو گئے، ۱۹۵۳ء کی تحریک چلی اور وہی مطالبہ کیا گیا جو علامہ اقبال نے انگریزی حکومت سے کیا تھا کہ قادریانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، لیکن اس وقت کی حکومت پر قادریانیوں کا گہرا تسلط تھا، اس نے مسلمانوں کے مطالبہ کو ٹھکرایا گیا، اور فوج کی طاقت سے تحریک کو کچل دیا گیا، شہید ان ختم نبوت کے خون سے نہ صرف بازار اور سڑکیں لا الہ زار ہوئیں، بلکہ دریائے راوی کی موجیں ان لاشوں کا مدفن بنیں۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت اگرچہ کچل دی گئی، لیکن اس سے قادریانیت کو اپنی قدر و قیمت معلوم ہو گئی، اور اس کا غلغله تھم گیا، نیز قدرت کی بے آواز لاٹھی نے ان تمام لوگوں سے انتقام لیا جنہوں نے تحریک ختم نبوت سے غداری کی تھی، خواجہ ناظم الدین صاحب، ظفراللہ خان قادریانی کو وزارت خارجہ سے الگ کرنے پر آمادہ نہ تھے، قدرت نے قادریانی وزارت خارجہ کے ساتھ خواجہ ناظم الدین کی وزارت عظمی پر بھی خط تنخیج کھینچ دیا، خواجہ صاحب بڑے بے

آبرو ہو کر کوچہ وزارت سے نکلے۔ اور آخر تک ان کا سیاسی وقار بحال نہ ہوا،
پنجاب سے دولتانہ حکومت رخصت ہوئی، اور پھر کبھی ان کو حکومت کا خواب دیکھنا
نصیب نہ ہوا۔

۱۹۷۱ء کے انتخابات میں قادیانی، مسٹر بھٹو کے خلیف تھے اور انہوں نے بھٹو
صاحب کو جتوانے میں ہر ممکن تعاون کیا تھا۔ چنانچہ جب پاکستان کو دو بلکے کر کے
مسٹر بھٹو تخت اقتدار پر بر اجنب ہوئے تو قادیانیوں کے لئے ایک بار پھر مسٹر ظفر اللہ
خال کا دور لوٹ آیا۔ اور انہوں نے نہ صرف تعلیم گاہوں میں قادیانی ارتاداد کی تبلیغ
شروع کروی۔ بلکہ مسلمانوں کے گھروں اور مسجدوں میں بھی اشتہارات اور پھلفت
چھینکنے شروع کر دیئے۔ قادیانی نجی جلسوں میں مسلمانوں کو دھمکیاں دینے لگے کہ ان کی
حکومت عنقریب قائم ہونے والی ہے، اور قادیانیوں کے خلیفہ ربوبہ نے اشاروں،
کنایوں میں قادیانیوں کو خاص قسم کی تیاریوں کا حکم دے دیا، لیکن قدرت ایک بار پھر
ان کے غزوہ کو خاک میں ملانا چاہتی تھی۔ قادیانیوں نے ربوبہ اشیش پر شتر کا لمحہ ملانا
کے طلباء پر اپنی قوت کا مظاہرہ کیا۔ اور نوجوان طلباء کو لہلہمان کر دیا، اس سے پورے
ملک میں قادیانیوں کی اسلام دشمنی کے خلاف نفرت و بے زاری کی تحریک پیدا ہوئی اور
ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک یہ مطالبہ کیا جانے لگا کہ:

..... قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

..... ان کو کلیدی مناصب سے بر طرف کیا جائے۔

..... ان کی اسلام کش سرگرمیوں کا مدارک کیا جائے۔

تحریک کو نظم و ضبط کا پابند رکھنے کے لئے ایک "مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" وجود میں آئی، جس میں ملک کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں نے شرکت کی۔

بھٹو حکومت کے لئے یہ تحریک "دو گونہ عذاب است جان مجنوں را" کے
مصدق تھی، ایک طرف بھٹو شاہی کے محبوب خلیف قادیانی تھے، اور دوسری طرف

مسلمانوں کا مجموعی رد عمل تھا۔

بھٹو صاحب نے اس تحریک کو کچلنے کے لئے تمام حرਬہ استعمال کئے، لاکھوں افراد کو جیلوں میں بند کیا گیا، مسلمانوں کے جلوسوں، جلوسوں پر پابندی لگانے کی کوشش کی گئی۔

اور جیلوں میں علماء و طلباء اور وکلاً کو نہایت غیر شریفانہ اذیتیں دی گئیں۔ قرطاس ابیض سے یہ بات بالکل کھل کر سامنے آگئی ہے کہ بھٹو شاہی، قادیانیوں کی ناز برداریوں میں تمام سابقہ حکومتوں سے سبقت لے گئی تھی، وہ قادیانی مسئلہ کے حل کرنے میں قطعی خلص نہ تھی، بلکہ اس مسئلے کو کھٹائی میں ڈالنے، تحریک کو کچلنے اور معاملہ کو الجھانے کے لئے ہر حرربہ استعمال کر رہی تھی، مثلاً:

حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت، جو اس تحریک کے قائد اور روح روایت تھے، ان کو بدنام کرنے کے لئے تمام اخبارات میں لاکھوں روپے کے بڑے بڑے اشتہارات شائع کئے گئے، جن میں بالکل لپھر اور بے ہودہ الزامات عائد کئے گئے، مقصد یہ تھا کہ قیادت بدنام اور تحریک غیر مؤثر ہو جائے، یہ ”قدس فریضہ“ مولانا کوثر نیازی، پیر علی محمد راشدی اور یوسف نقج پر مشتمل ایک کمیٹی انجام دے رہی تھی۔

جس سعدی ای نے سانحہ ربوبہ کی تحقیقاتی رپورٹ مرتب کی تھی، جس میں بھر پور دائل و شوابد کی روشنی میں لکھا گیا تھا کہ حکومت قادیانیوں کی بے جا حمایت کر رہی ہے، اور اس اشتہاری مہم سے عوام محبوں کر رہے ہیں کہ اس میں حکومت کے محلہ اطلاعات کا ہاتھ ہے۔

جب یہ رپورٹ آخری منظوری کے لئے مسٹر بھٹو کے دربار معلیٰ میں پیش ہوئی تو انہوں نے اس پر یہ نوٹ لکھا کہ:

”اس رپورٹ کو اس طرح شائع کیا جائے کہ لوگ

سمجھیں کہ حکومت نے صحیح فیصلہ کیا ہے، یہ نہ ہو کہ لوگ ان حقائق کو پڑھ کر قادیانیوں سے برہم ہو جائیں، اس بات کا خاص خیال رکھا جائے۔

گویا بھٹو صاحب یہ حکم صادر فرمائے تھے کہ اس روپورٹ کو شائع کرنا ہوتا رو و بدل اور تنقیح کے بعد شائع کیا جائے، چنانچہ آج تک یہ روپورٹ شائع نہیں ہوئی۔ اور نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اپنی اصل حالت میں باقی بھی ہے یا منع کردی گئی ہے۔ الغرض مسٹر بھٹو ہر ممکن طریقے سے تحریک کو کچلنا اور قادیانیوں کی پاسبانی کرنا چاہئے تھے، لیکن جب کوئی تدبیر کارگرنہ ہوئی تو بھٹو صاحب نے قوی اسبلی کو خصوصی کمیٹی کی حیثیت دے کر اس مقدمہ کا فیصلہ اس کے سپرد کر دیا۔ بھٹو صاحب شاید یہ خیال کرتے تھے کہ اسکی کمیٹی کے ارکان کی اکثریت ان کی پارٹی کی ہے، اس کے ذریعہ مسلمانوں کے مطالباہ کو آئینی طور پر نالا جائے گا، لیکن معاملہ ان کی خواہشات کے برعکس ہوا۔ قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر نے اپنی جماعت کا موقف پیش کیا، اور گیارہ دن اس پر جرج ہوئی، لاہوری جماعت کے سربراہ مسٹر صدر الدین صاحب نے اپنی جماعت کا موقف پیش کیا، اور دونوں اس پر جرج ہوئی۔ ان بیانات اور ان پر کی گئی جرج سے قادیانیوں کا کفر و ارتدا دسب ارکان اسبلی پر کھل گیا، اور ہر رکن اسبلی کو معلوم ہو گیا کہ واقعہ قادیانیت، اسلام کی ضد ہے۔

اسبلی کے سامنے ایک قرارداد سرکاری پارٹی کی جانب سے پیش کی گئی تھی، اور ایک حزب اختلاف کی جانب سے، ان دونوں پر اسبلی کو بھیت خصوصی کمیٹی کے غور کرنا تھا، چنانچہ خصوصی کمیٹی نے اسبلی کے سامنے پیش کی گئی قراردادوں پر غور کرنے، دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور گواہوں بیشول سربراہ انجمن احمد یہ ربوہ اور انجمن احمد یہ اشاعت اسلام لاہور۔ کی شہادتوں اور جرج پر غور کرنے کے بعد حسب ذیل سفارشات پیش کیں:

ا..... پاکستان کی دفعہ ۱۰۶ (۳) میں ترمیم کر کے غیر مسلم اقلیتوں میں
قادیانیوں کا م درج کیا جائے، نیز دفعہ ۲۶۰ (۲) کے بعد حسب ذیل شق کا اضافہ کیا
جائے:

(۳) ”جو شخص محمد ﷺ، جو آخری نبی ہیں، کے خاتم
النبین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد
ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا
دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعا کو نبی یادیگی مصلح تسلیم کرتا ہے
وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔“

۲..... مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف میں حسب ذیل تحریخ

درج کی جائے:

”(تحریخ) کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ ۲۶۰ کی
شق (۳) کی تصریحات کے مطابق محمد ﷺ کے خاتم النبین
ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے وہ
دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔“

۳..... متعلقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں
کے قواعد ۱۹۷۳ء میں منتخب قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں گی۔

۴..... پاکستان کے تمام شہریوں کے، خواہ وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھنے
ہوں، جان و مال، آزادی، عزت اور بینادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا
جائے گا۔

یہ سفارشات جب مسٹر بھٹو کے سامنے پیش ہوئیں تو انہوں نے قادیانیوں کو
بچانے کی ایک بار پھر کوشش کی، اور اصرار کیا کہ آئین کی دو دفعات میں جو ترمیمات
تجویز کی گئی ہیں، یہ غیر ضروری ہیں، صرف ایک دفعہ میں ترمیم کافی ہے، یعنی آئین کی

دفعہ ۲۶۰ میں شق (۳) کا اضافہ کر دیا جائے، مگر غیر مسلم اقلیتوں کی فہرست میں قادیانیوں کا نام درج نہ کیا جائے، بلکہ یہ بات عدالت پر چھوڑ دی جائے کہ دفعہ ۲۶۰ (۳) کا اطلاق قادیانیوں پر ہوتا ہے یا نہیں؟

حزب اختلاف کے قائد مفتی محمود صاحب اور مجلس عمل کے دوسرے رہنماؤں کا اصرار تھا کہ دفعہ ۱۰۶ (۳) میں قادیانیوں کا غیر مسلم اقلیتوں میں درج ہونا بہت ضروری ہے۔

مسٹر بھٹو نے اس رد و کرد پر خاصا وقت ضائع کیا، لیکن جب دیکھا کہ اب اس کے بغیر ان کے لئے کوئی چارہ کا نہیں تو بادل نخواستہ اس کو منظور کرنا پڑا۔

اس طرح قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا جو مطالبہ علامہ محمد اقبال مرحوم نے انگریزی دور میں کیا تھا، وہ مسلمانوں کی مسلسل تحریک کی بدولت قیام پاکستان کے ۷ء برس بعد (۷ ستمبر ۱۹۴۷ء) کو منوالیا گیا۔ *وَالْعَمَرُ لِلَّهِ عَلِيٌّ وَلَلَّهُ أَكْبَرُ!*
چونکہ بھٹو صاحب اس آئینی فیصلے میں مغلص نہیں تھے، صرف دفع الوقت کے لئے انہوں نے طوعاً و کرہاً یہ فیصلہ تسلیم کیا تھا، اس لئے انہوں نے اپنے پورے دور حکومت میں اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کی نہ صرف یہ کہ کوشش نہیں کی بلکہ اس کے راستے میں رکاوٹ بنے، چنانچہ اس آئینی فیصلے کی تعییل کے لئے انہوں نے قانون سازی اپنے معزول ہونے کے آخری الحتک نہیں ہونے دی، حزب اختلاف نے ایک مسودہ قانون آئینی میں پیش کیا، مگر اس کو مسترد کر دیا گیا۔

مسٹر بھٹو تو صاحب غرض تھے، انہیں قادیانیوں سے ووٹ لینے تھے اس لئے وہ انہیں ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے، مگر موجودہ حکومت کو قادیانیوں سے کوئی لائق نہیں اس لئے مسلمان موجودہ حکومت سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ۷ ستمبر ۱۹۴۷ء کے آئینی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے قادیانیوں کے سلسلہ میں جو مسائل فوری توجہ کے متعلق ہیں وہ انہیں حل کرے، مثلاً:

- ۱:.....قادیانی غیر مسلم ہونے کے باوجود اسلامی شعائر کو استعمال کرتے ہیں، ان کو اس سے قانوناً روکا جائے، مثلاً اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنا، یا مسجد سے مشاہد عبادت گاہ بنانا، اذان کہنا، وغیرہ۔
- ۲:.....قادیانی جن کلیدی عہدوں پر فائز ہیں انہیں بطرف کیا جائے اور حکومت کے خاص راز ان پر افشا نہ کئے جائیں، کیونکہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں، بلکہ بدترین دشمن ہیں۔
- ۳:.....جن دفاتر میں قادیانی افسر ہیں وہ اپنے ماتحت مسلمانوں کو قادیانی کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور جوان کے ذہب پر نہیں آتا اسے ہر ممکن طریقے سے تسلیم کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کا فوری طور پر نوٹس لیا جائے۔
- ۴:.....قادیانی مسلمانوں کے نام پر حج پر جاتے ہیں اور بشمول سعودی عرب کے اسلامی حکومتوں میں (جہاں قادیانیوں کا داخلہ منوع ہے) ملازمت کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری حکومت نے مسلمانوں اور قادیانیوں کے شناختی کارڈوں اور پاسپورٹوں میں کوئی امتیازی علامت نہیں رکھی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ان کے شناختی کارڈوں اور پاسپورٹوں پر لفظ ”غیر مسلم قادیانی“ درج کیا جائے۔
- ۵:.....قادیانیوں نے بیرون ملک پاکستان کے خلاف جوزہ ہریلا پروپگنڈہ کیا ہے اس کا توڑ کیا جائے۔
- ۶:.....حال ہی میں اسلامی ایشیائی کانفرنس منعقدہ کراچی میں اس کے بارے میں جو قرارداد منظور کی گئی تھی، اس پر ٹھوس طریقے پر عمل کیا جائے۔ آخز میں ہم حکومت سے مطالبہ کریں گے کہ یہ دن چونکہ مسلمانوں کے لئے ایک عظیم اور مبارک دن ہے اور اس دن ان کو ایک خفیہ دشمن سے نجات ملی لہذا مطالبہ ہے کہ قومی سطح پر اس دن کا خاص طور پر اہتمام کیا جائے۔